حقوق اسیران شریعت اسلامیہ کی روشنی میں: تحقیقی مطالعہ

Rights of prisoners in the light of Islamic Shariah:
An analytical study

ڈاکٹر عتیق الرحمن، ایسوسی ایٹ پروفیسر یو ای ٹی، لاہور

ABSTRACT

Rights of prisoners in the light of Islamic law Prior to Islam, the condition of prisoners in the world were extremely poor. Hard work and hardships as well as brutal violence and beatings were an integral part of their life. Giving more rights than animals was against the law. Islam has provided a very detailed description of rights of prisoners and detainees in terms of international law. First time Islam formulated their rights, told them hundreds of ways to get rid of the prison and gave them the power to start their life again. It is the responsibility of the Islamic state to provide all the facilities that Islam has stated for prisoner or captive. Islam ensures that the prisoners just not deserve good treatment and care during detention but also requires compassion compassionate and heartfelt love after release. The article deals with Islamic injunctions regarding rights of prisoners in an analytical mode.

Key Words: imprisonment , rights, Islamic state, jail, care

تمہید:

اسلام ایک عالمگیر مذہب ہے جس نے دنیا کا بہترین قانون متعارف کروایا ہے جو نہ صرف اپنے بلکہ بیگانوں کیلئے بھی باعث کشش ہے اسلام کی بنیادی کتاب قرآن مجید میں اللہ تعالی نے اسلام کی اس صفت کو واضح کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: وَقَدْ فَصَّلَ لَكُمْ۔ [1] ''یعنی اللہ تعالی نے تمہیں ہر چیز بالتفصیل عطا فرمادی ہے''۔ اسلام سے قبل دنیا میں قیدی کے حالات انتہائی دگرگوں تھے سخت محنت ومشقت کے ساتھ ساتھ وحشیانہ تشدد اور مارپیٹ اس کی زندگی کا لازمی جز تھے اس کے ساتھ غذائی کمی اور بنیادی سہولیات قیدی کیلئے حرام سمجھی جاتی تھیں عام تصور یہ تھا کہ ایک قیدی کو جانوروں سے زائد حقوق دینا خلاف قانون تھا۔ اسلام نے بین الاقوامی قانون کے حوالے سے اسیران اور قیدیوں کیلئے انتہائی تفصیل مہیا فرمائی ہے ان کے حقوق مرتب کیئے انہیں قیدی سے چھٹکارے کے سو طریقے بتائے اور دوبارہ اپنی زندگی شروع کرنے کے اختیارات مہیا کیئے صاحب شریعت نے اپنی عملی زندگی میں قیدیوں کو وہ حقوق عطا فرمائے کہ جن کی وجہ سے آج بھی اسلام کو ان کی وجہ سے دوسرے مذاہب اور قوانین کو فوقیت حاصل ہے درج ذیل میں شریعت اسلامیہ کی روشنی میں اسلامی سلطنت میں اسیر یعنی قیدی کے حقوق کو اختصار مگر جامعیت کے ساتھ بیان کیا جاتا ہے۔

اسیر کے لغوی معنی:

عربی لغت کے مطابق ''الاسر'' کے معنی قید، بندش یا گرفت ہیں پیشاب کی بندش ہو جائے تو عربی زبان میں ''اسر البول'' کہا جاتا ہے ''الأسار'' وہ رسی ہے جس سے قیدی کو باندھا جائے اِسار اس رسی کو بھی کہتے ہیں جس کو کندھے میں ڈال کر کسی کو کھینچا جاتا ہے اس ئے جنگ میں پکڑے ہوئے شخص کو ''اسیر'' کہا جاتا ہے کیونکہ اس کو رسی سے کھینچا جاتا تھا پھر ہر قیدی کو اسیر کا نام دے دیا گیا خواہ اسے نہ بھی کھینچا جائے [2] ''الاسیر'' گرفتار اور ہر وہ شخص ہ جسے جیل میں رکھا گیا [3] قرآن مجید میں قیدی کے لئے ''اسیر'' کا لفظ استعمال ہوا ہے ارشاد باری تعالی ہے: وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلَىٰ حُبِّهِ مِسْكِينًا وَيَتِيمًا وَأَسِيرًا ۔ [4] ''اور اللہ کی محبت میں مسکین، یتیم اور قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں''۔ أسیر کی جمع أُسَرَاءُ، أَسَارٰی اور

أُسَارٰی آتی ہے۔[5] ان الفاظ کو قرآن مجید میں بھی استعمال کیا گیا ہے ارشاد باری تعالی ہے: مَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَكُونَ لَهُ أَسْرَى حَتَّى يُثْخِنَ فِي الْأَرْضِ [6] "کسی نبی کے لئے یہ زیبا نہیں ہے کہ اس کے پاس قیدی ہوں جب تک کہ وہ زمین میں دشمنوں کو اچھی طرح کچل نہ دے"۔ دوسری جگہ پر قرآن میں یوں وارد ہوا ہے کہ: يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِمَنْ فِي أَيْدِيكُمْ مِنَ الْأَسْرَى إِنْ يَعْلَمِ اللَّهُ فِي قُلُوبِكُمْ خَيْرًا يُؤْتِكُمْ خَيْرًا مِمَّا أُخِذَ مِنْكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ۔ [7] "اے نبی ﷺ لوگوں کے قبضہ میں جو قیدی ہیں ان سے کہو اگر اللہ کو معلوم ہوا کہ تمہارے دلوں میں کچھ خیر ہے تو وہ تمہیں اس سے بڑھ چڑھ کر دے گا اور تمہاری خطائیں معاف کرے گا"۔

مندرجہ بالا بحث سے یہ معلوم ہو رہا ہے کہ مادہ "اسر" سے بنے ہوئے لفظ "اسیر" کا معنی قیدی ہے لیکن قیدی صرف وہی شخص نہیں ہوتا جو جنگ کے دوران یا جنگ کے بعد دشمن کے ہاتھ لگ جاتا ہے بلکہ بعض وہ اشخاص بھی قیدیوں کے زمرے میں آتے ہیں جنہیں اعلانیہ جنگ نہ ہونے کے باوجود مخصوص حالات میں مسلمانوں کی جماعت نے پکڑا جیسا کہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ: جنگ کے بغیر بھی قیدی بنایا جا سکتا ہے۔[8] یعنی عملی طور پر جنگ تو نہیں ہوئی لیکن فریقین کے درمیان جنگی حالات تھے لیکن یہ اسی وقت ہو گا جب ہمارے اور کافروں کے درمیان جنگ متوقع ہو تبھی دار الحرب کے کافر کو قید کرنا جائز ہو گا خواہ اسے ہم اپنے مک سے پکڑیں یا دار الحرب سے پکڑیں اور خواہ کسی طریقے سے بھی پکڑا گیا ہو البتہ دار الکفر جب دار الحرب (جنگ) نہ ہو تو پھر کوئی مال لینا یا کسی کو پکڑنا جائز نہیں ہے جنگ نہ ہونے کی صورت میں وہاں سے کسی کو قید کرنا جائز نہیں کیونکہ بنی نوع انسان کی اصل (بنیاد) آزادی ہے۔[9] گویا معلوم ہوا کہ قیدی وہ ہوتا ہے جو کسی ایسی قوم کے ہاتھ لگ جائے جس سے مسلح جنگ متوقع ہو شرط یہ ہے کہ قیدی کا تعلق قید کرنے والے ملک یا ریاست کے دشمن سے ہو قیدی جنگجو بھی ہو سکتا ہے اور غیر جنگجو بھی اس طرح بہت سے افراد قیدیوں کی فہرست میں شامل ہو جاتے ہیں کیونکہ بہت سے گروہ ایسے ہیں جن پر قیدیوں کا اطلاق کرنا ممکن ہے۔

قیدیوں کی گروہ بندی

فقہاء اسلامی کے نزدیک قیدیوں کی مختلف قسمیں ہیں جن کی مختصر مگر جامع تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

احناف کے نزدیک:

احناف کے نزدیک جب حاکم نے کسی شہر پر جنگ کے ذریعے قبضہ کر لیا ہو اور اس کے اہلیان اسلام قبول کریں تو ان پر قیدی کا اطلاق ہو گا اگر انہوں نے پکڑے جانے سے پہلے اسلام قبول نہ کیا ہو تو اسلام قبول کرنا، ان کے غلام بنانے میں کوئی رکاوٹ نہیں۔[10] دار الحرب کے ایسے شخص کے بارے میں اختلاف ہے جو دار الاسلام میں داخل ہو اور اس نے گرفتار ہونے سے پہلے اسلام قبول کیا ہو اسلام قبول کرنے کے بعد اس کو کوئی مسلمان گرفتار کرے تو کیا اس پر قیدی کا طلاق ہو گا یا نہیں امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک وہ مسلمانوں کی جماعت کے لئے مال فئے ہو گا جب کہ امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ کے نزدیک وہ آزاد ہو گا کسی کو اسے قیدی بنانے کا حق نہیں۔[11]

مالکیہ کے نزدیک:

مالکہ کے نزدیک راہب اور راہبہ کے سوا ہر اس شخص کو قیدی بنانا جائز ہے جسے قتل نہیں کیا جاتا راہب اور راہبہ کی جنگ میں کوئی رائے نہیں ہوتی راہب اور راہبہ کے سوا معذور، بوڑے اور اندھے سب کو قیدی بنانا جائز ہے اگرچہ انہیں قتل کرنا جائز نہیں۔[12] راہبوں کو ان کی رہبانیت کے احترام میں قتل یا قیدی بنانے سے نہیں روکا گیا بلکہ جنگ سے دور رہنے اور دنیا سے الگ تھلگ رہنے کی وجہ سے انہیں قتل کرنے اور قیدی بنانے سے روکا گیا ہے راہب اور راہبہ کے سوا بوڑے، بینائی سے محروم افراد جنگ کرنے والوں کی طرح ہیں وہ کمزور سمجھے جاتے ہیں انہیں قتل نہیں کیا جائے گا لیکن قیدی بنایا جائے گا ابن قاسم، ابن ماجشون ابن وہب اور ابن حبیب کا بھی یہی قول ہے اللخمی نے امام مالک کا قول بیان کیا ہے یہ رائے احسن ہے۔[13]

حنابلہ کے نزدیک:

حنابلہ دار الحرب کے قیدیوں کو تین قسموں میں تقسیم کرتے ہیں:[14] 1۔خواتین اور بچے 2۔اہل کتاب اور وہ مجوسی اور جزیہ دینا تسلیم کرتے ہیں۔ 3۔بتوں کے پجاری اور ان کے سوا وہ اشخاص جو جزیہ دینا تسلیم نہیں کرتے

شوافع کے نزدیک:

شوافع نے قید کو مشرکین کی عورتوں اور ان کی اولاد، باغیوں اور مرتدوں تک محدود کیا ہے۔[15]

قیدی کی گرفتاری اور قبضہ

قیدی کو گرفتار کر لینے کے بعد اس کو اپنے قبضے میں رکھنا نہ صرف اسلامی قانون بلکہ بین الاقوامی قانون میں بھی مسلمہ ہے تبھی تو دشمن کی قوت میں کمی واقع ہو گی اور گرفتار افراد کی دوبارہ فوج میں شمولیت کا سد باب ہو گا لہذا کسی گرفتار شدہ قیدی کے بارے میں مسلمان حکمران کی طرف سے فیصلہ کیئے جانے تک اسے روکے رکھنا لازم ہے اور اس کے لئے جو مناسب اقدامات ہوں گے وہ اختیار کیئے جائیں گے لہذا ان گرفتار شدہ افراد کو پابند سلاسل بھی کیا جا سکتا ہے اور رسیوں سے باندھا بھی جا سکتا ہے اور انہیں کسی مقام پر زنجیریں ڈالے بغیر بھی مقید رکھا جا سکتا ہے اس مفہوم پر آپ ﷺ کے عمل کی صورت میں کئی احادیث مبارکہ مروی ہیں چنانچہ سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ: **لَمَّا أَمْسَى رَسُولُ اللهِ ﷺ يَوْمَ بَدْرٍ وَالْأُسَارَى مَحْبُوسُونَ بِالْوَثَاقِ، بَاتَ رَسُولُ اللهِ ﷺ سَاهِرًا أَوَّلَ اللَّيْلِ، فَقَالَ لَهُ أَصْحَابُهُ: يَا رَسُولَ اللهِ، مَا لَكَ لَا تَنَامُ وَقَدْ أَسَرَ الْعَبَّاسَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: سَمِعْتُ أَنِينَ عَمِّيَ الْعَبَّاسِ فِي وَثَاقِهِ. فَأَطْلَقُوهُ، فَسَكَتَ، فَنَامَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ**۔[16] ”جنگ بدر کی شام قیدیوں کو رسیوں سے باندھا ہوا تھا رسول اللہ ﷺ رات کے پہلے حصے میں جاگتے رہے تو ان کے صحابہ نے پوچھا کہ اے اللہ کے رسول کیا وجہ ہے کہ آپ ﷺ سو نہیں پا رہے ایک انصاری نے عباس رضی اللہ عنہ کو باندھ رکھا تھا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں نے اپنے چچا عباس کے چلانے کی آواز سنی ہے جب ان کی رسیاں ڈھیلی کر دی گئیں تو وہ خاموش ہو گئے پھر رسول اللہ ﷺ سو گئے“۔ اگر حکومت نے موجودہ دور کی طرح قیدیوں کو رکھنے کیلئے الگ سے جگہ بنائی ہو تو زنجیروں اور رسیوں سے جکڑے بغیر بھی قیدیوں کو رکھا جا سکتا ہے ابتدائے اسلام میں جو قیدیوں کو باندھنے کا حکم تھا وہ کسی حکمت اور مصلحت کے پیش نظر تھا جس کو بیان کرتے ہوئے وھبہ الزحیلی بیان فرماتے ہیں: **ربط الاسیر فی صدر الاسلام کان مجرد وسیلة لمنعه من الهرب لعدم تخصیص اماکهن لهذا الغرض**[17] ”قیدیوں کو باندھنا ابتدائے اسلام میں صرف انہیں بھاگنے سے روکنے کی خاطر ہوتا تھا کیونکہ اس مقصد کے لئے مخصوص جگہیں نہ تھیں“۔

لہذا معلوم ہوا کہ ابتدائی زمانہ میں اسیران جنگ کے لئے کوئی مستقل کیمپ یا قید خانے نہیں ہوتے تھے جس کی اہم وجہ وسائل کی کمیابی تھی لیکن اس کے باوجود اسلامی حکومت کے قبضے میں ہونے کی حیثیت سے بہترین سلوک بہرہ مند ہوتے تھے لہذا حالات کی ضرورت کے مطابق قیدیوں کو کسی کمرے اور جیل وغیرہ میں قید کرنا اور ان کی عدم دستیابی کے باعث باندھنا اور زنجیروں اور رسیوں سے جکڑنا جائز ہے۔

قیدیوں کے حقوق

شریعت اسلامیہ کے اصول و مبادی کے مطابق جنگی قیدی کے ساتھ مرحمت، درگزر، احسان، کرامت انسانی، عدل و انصاف اور انسانی ہمدردی کا معاملہ کیا جائے اسلام میں ان قیدیوں کو حقوق مسلمانوں کے قبضہ میں آنے سے ہی حاصل ہو جاتے ہیں مندرجہ ذیل میں شریعت اسلامیہ کی روشنی میں کچھ ایسے امور بیان کیئے جا رہے ہیں جو قیدیوں کو ان کے بطور حقوق دیئے جانے چاہیے۔

1۔انسانی ہمدردی:

انسانیت کے ناطے تمام انسان برابر ہیں اس کا درس اسلام بھی دیتا ہے قیدی کا سب سے پہلا حق یہ ہے کہ بطور انسان اس کے ساتھ ہمدردی کا برتاو کیا جائے اللہ تعالی نے اس حق کو قرآن مجید میں اس انداز سے بیان کیا ہے کہ :وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلَى حُبِّهِ مِسْكِينًا وَيَتِيمًا وَأَسِيرًا ۔ ([18])
''اور وہ اللہ کی محبت میں مسکین اور یتیم اور قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں''۔اسلام کا یہ رویہ ایسے شخص کے متعلق ہے جو قیدی ہے اور جرم کر کے اس مقام تک پہنچا ہے لیکن شریعت اسلامیہ نے اس حالت میں بھی اسے یہ حق دیا ہے کہ جرم دار ہونے کے باوجود بطور انسان اس کے ساتھ ہمدردی کا معاملہ کیا جائے اور اسے کھانا وغیرہ پیش کیا جائے۔آپ ﷺ نے وضاحت کے ساتھ ارشاد فرمایا ہے کہ : **استوصوا بالاساری خیرا۔** [19]
''قیدیوں کے ساتھ بھلائی کرنے کی میری نصیحت قبول کرو''۔اسیران جنگ کے متعلق اسلام کی یہ تعلیمات کسی خاص قوم کے قیدیوں سے مخصوص نہ تھیں بلکہ حسن سلوک تو مسلمانوں کی طرف سے تمام اسیران جنگ کے لئے عام تھا جس طرح کہ رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کو بنو قریظہ کے قیدیوں کے متعلق حکم دیتے ہوئے فرمایا: **احسنوا اسارھم۔**[20]''یعنی ان کے قیدیوں سے حسن سلوک کرو''۔

2۔خوراک کی فراہمی:

عام طور پر قیدیوں کو بھوک رکھ کر بھی سزا دی جاتی ہے لیکن شریعت اسلامیہ نے قیدی کے گناہ گار ہونے کے باوجود اس ذریعہ سے اسے رزق پہنچانے اور سزا دینے کی حوصلہ شکنی کی ہے اور اپنے قیدی کو کھانا کھلانے اور خوراک فراہم کرنے کی حوصلہ افزائی کی ہے چنانچہ آپ ﷺ نے بنی اسرائیل کی ایک عورت کا قصہ بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

دَخَلَتِ امْرَأَةٌ النَّارَ فِي هِرَّةٍ رَبَطَتْهَا، فَلَمْ تُطْعِمْهَا، وَلَمْ تَدَعْهَا تَأْكُلُ مِنْ خَشَاشِ الأَرْضِ ۔[21]

''ایک عورت جہنم میں اس وجہ سے داخل ہو گئی کہ اس نے اپنی بلی کو باندھ کر رکھا نہ اسے خوراک دی اور نہ ہی اسے چھوڑا کہ زمین کے کیڑے مکوڑے کھا لیتی''۔

انسانی زندگی میں کھانے پینے کی ضرورت کا تعلق تحسینیات سے نہیں ہے بلکہ اس کا تعلق ضروریات سے ہے جس کا اعتبار شریعت اسلامی نے اسیران جنگ کے ذیل میں کیا ہے اور قیدیوں کو کھانے پینے کے حق کی فراہمی یقینی بنائے یہی وجہ ہے کہ غزوہ بدر کے موقع پر مسلمان خود محتاج ہونے اور کھانے کا شوق رکھنے کے باوجود مشرک قیدیوں کو اپنے اوپر کھانے کے معاملے میں ترجیح دیتے تھے جیسا کہ خود مسلمانوں کے ہاتھوں ایک بدری قیدی نے اپنے آپ بیتی ان الفاظ میں بیان کی ہے کہ :**کنت فی رھط من الانصار حین اقبلوا بی من بدر فکانوں اذا قدموا غداء ھم و عشائھم خصونی بالخبز واکلوا التمر لوصیة رسول اللہ ﷺ إیاھم بنا ما تقع فی ید رجل منھم کسرة من الخبز إلا نفحنی بھا قال فأستحی فأردھا علی أحدھم فیردھا علی ما یمسھا۔**[22]''جب ہم قیدیوں کو بدر سے مدینہ لایا گیا تو میں انصاریوں میں رکھا گیا وہ میرا اس قدر خیال رکھتے تھے کہ جب صبح و شام کھانے کے لئے بیٹھے روٹی مجھے کھلا دیتے اور خود کھجور پر اکتفا کرتے ان میں سے جس کے پاس روٹی کا کوئی ٹکڑا پہنچتا وہ اسے مجھے دے دیتا مجھے شرم آتی کہ میں اکیلا روٹی کھالوں میں اسے رد کر دیتا مگر وہ اسے ہاتھ لگائے بغیر پھر مجھے واپس دے دیتا''۔

اسی طرح ثمامہ بن اثال کا مشہور قصہ صحیح بخاری وغیرہ میں مروی ہے جب وہ اسلام قبول کرنے سے پہلے مسلمانوں کے قیدی تھے اور مسجد نبوی میں ستون سے باندھے گئے تھے تو مسلمان ان کے لئے آنحضرت ﷺ کے گھر سے نہ صرف کھانا بلکہ دودھ بھی لاتے تھے۔[23]اسی طرح کتب احادیث و تاریخ میں بے شمار مزید ایسی امثلہ موجود ہے جن سے معلوم ہوتا ہے کہ قیدی کو غذا اور خوراک فراہم کرنا اس کے حقوق میں شامل ہے اور بھوک وغیرہ کے ذریعے سزا دینا نہ صرف اسلامی نقطہ نظر سے ممنوع بلکہ انسان ہونے کے ناطہ ایسا فعل قبیح امور میں سے ہے۔

3۔لباس کی فراہمی:

اسلام بلا امتیاز تمام انسانوں کی تکریم کا قائل ہے بحیثیت انسان جنگی قیدی بھی اسلام کی نظر میں تکریم اور عزت واحترام کے حقدار ہیں یہ حقیقت ہے کہ کسی انسان کو بے لباس چھوڑنا اس کی تکریم کے خلاف ہے لہذا کسی بھی انسان کی عزت واحترام کا تقاضا ہے کہ اسے بے لباسی کی حالت میں لباس مہیا کیا جائے جس کا اہتمام اسلام قیدیوں کے حوالے سے کرتا ہے۔بے لباسی کو اسلامی شریعت نے عام حالات میں بھی انتہائی سختی سے منع کیا ہے اور اس پر اپنا موقف صیغہ نہی سے وارد کیا ہے چنانچہ آپ ﷺ نے فرد غیر کی چھپی ہوئی جگہ کو دیکھنے وغیرہ سے سختی سے منع فرمایا ہے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: **لا ینظر ارجل الی عورة الرجل ولا المراة الی عورة امراة۔** [24] ''کوئی مرد کسی مرد کے پردے کے اعضاء نہ دیکھے اور کوئی عورت کسی عورت کے پردے کے اعضاء نہ دیکھے''

چونکہ اسلام کسی کی شرمگاہ کو دیکھنے کی اجازت نہیں دیتا لہذا لازم ہے کہ اسیران جنگ کو لباس کی فراہمی یقینی بنائی جائے اور یہ فراہمی کی ذمہ داری قید کنندہ ریاست پر ہو گئی امام بخاری نے باقاعدہ طور پر اپنی کتاب صحیح بخاری کی کتاب اجہاد میں ایک باب باندھا ہے اور اس کا نام ''باب کسوۃ الاساری'' رکھا ہے اگر مسلم ریاست کے قبضے میں موجود اسیران جنگ کے پاس کپڑے موجود نہ ہوں تو انہیں مناسب کپڑوں کی فراہمی خود رسول اللہ ﷺ کے عمل سے ثابت ہے جیسا کہ ذیل کی روایت سے ظاہر ہو رہا ہے:

لَمَّا كَانَ يَوْمَ بَدْرٍ أُتِيَ بِأُسَارَى، وَأُتِيَ بِالعَبَّاسِ وَلَمْ يَكُنْ عَلَيْهِ ثَوْبٌ، «فَنَظَرَ النَّبِيُّ ﷺ لَهُ قَمِيصًا، فَوَجَدُوا قَمِيصَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أُبَيٍّ يَقْدُرُ عَلَيْهِ، فَكَسَاهُ النَّبِيُّ ﷺ إِيَّاهُ، فَلِذَلِكَ نَزَعَ النَّبِيُّ ﷺ قَمِيصَهُ الَّذِي أَلْبَسَهُ ۔ [25]

''جب بدر کے دن قیدیوں کو لایا گیا ان کے ساتھ جب عباس بن عبد المطلب کو لایا گیا تو ان پر کپڑا نہیں تھا اللہ کے نبی ﷺ ان کے لئے ایک قمیص تلاش کی چنانچہ عبد اللہ بن ابی کی قمیص انہیں پہنائی گئی چنانچہ آپ ﷺ نے انہیں وہی پہنادی اسی وجہ سے آپ ﷺ نے اس کو بھی اپنی قمیص پہنائی تھی''

مندرجہ بالا بحث سے معلوم ہوا کہ قیدی کو لباس کی فراہمی اس کے حقوق میں شامل ہے قید کنندہ کو اس حق کی فراہمی میں حد درجہ کوشش کرنی چاہیے خواہ وسائل کی کمی ہی کیوں نہ ہو وسائل کی کمی کی صورت میں اگر قرض اور ادھار کے ذریعے ہی قیدیوں کے اس حق کی ادائیگی ممکن ہو تو اس کا بھی انتظام کرنا چاہیے۔

4۔مار پیٹ سے اجتناب:

قیدی کا یہ بھی حق ہے کہ اس کو تشدد اور مار پیٹ سے سزا دینے سے اجتناب کیا جائے گویا شریعت اسلامی کی نظر میں قیدیوں کو کسی بھی قسم کی تکلیف پہنچانا اللہ کی ناراضگی کا باعث ہو سکتا ہے چنانچہ جنگ بدر کے موقع پر سہی بن عمر کو قید کیا گیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے اجازت چاہی کہ سہیل کے اگلے دانت توڑ ڈالوں اور زبان کھینچ دوں تاکہ کبھی آپ ﷺ کے خلاف بکواس نہ کر سکے تو اس سے منع کرتے ہوئے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: **لا أمثل به فیمثل الله بی وان کنت نبیا۔** [26] ''میں اس کا مثلہ نہیں کروں گا ورنہ اللہ تعالی میرا مثلہ کرے گا اگرچہ میں نبی ہوں''۔اگر مسلم ریاست کے دشمن مسلمان قیدیوں کے ساتھ زیادتی کر رہے ہوں اور انہیں مصائب میں مبتلا کر رہے ہوں تو بھی اسلام کی نظر میں معاملہ بالمثل کے تحت زیادتی اور ایذا رسانی کا سلسلہ شروع نہیں کرنا چاہیے کیونکہ معاملہ بالمثل وہاں ہو گا جہاں شریعت نے آزادی دے رکھی ہے اس کے علاوہ پر معاملہ بالمثل بھی نہیں کیا جائے گا۔

5۔ مراتب کا لحاظ:

اسلام کی نظر میں تمام قیدی حسن سلوک کے حقدار ہیں تاہم ان میں سے وہ قیدی جو اپنے مراتب کے اعتبار سے عام قیدیوں سے بلند ہوں گے وہ زیادہ حسن سلوک اور عزت واحترام کے حق دار ٹھہریں گے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: **ارحموا عزیز قوم ذل**۔[47] "کمزور لوگوں کے معزز لوگوں پر رحم کرو"۔ قیدیوں میں مردوں، عورتوں اور دوسرے مراتب میں لحاظ رکھنے کی وضاحت مندرجہ ذیل روایت سے ہوتی ہے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: جب رسول اللہ ﷺ بنی مصطلق کے قیدی تقسیم فرمارہے تھے تو ان میں جویریہ بنت الحارث، ثابت بن قیس بن شماس یا اس کے چچا یا اس کے چچازاد کے حصے میں آئی تو اس نے اس کے ساتھ مکاتبت کیا جب کہ وہ ایک خوبصورت اور دلکش عورت تھی وہ آپ ﷺ کے پاس آئی اور آپ ﷺ سے کہنے لگی کہ میں جویریہ بنت الحارث بن ابی ضرار اپنی قوم کے سربراہ کی بیٹی ہوں اور مجھے آزمائش میں ڈال دیا گیا ہے جو آپ ﷺ سے پوشیدہ نہیں ہے میں آپ ﷺ کے پاس اپنی کتابت میں معاونت کے واسطے آئی ہوں آپ ﷺ نے اس سے فرمایا کہ آپ کے پاس اس سے بہتر کوئی ہے آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں آپ کی کتابت کی رقم ادا کرتا ہوں پھر آپ کے ساتھ نکاح کرتا ہوں اس نے کہا ہاں مجھے منظور ہے تو اللہ کے رسول ﷺ نے ایسا ہی کیا لوگوں میں یہ خبر عام ہوگئی کہ رسول کریم ﷺ نے جویریہ بنت الحارث کے ساتھ نکاح کیا ہے لوگوں نے کہا کہ یہ قیدی تو رسول کریم ﷺ کے سسرالی بن گئے ہیں اس لئے ان کے ہاتھوں میں جو قیدی تھے ان کو آزاد کر دیا جائے حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ اسنے آپ ﷺ کے ساتھ نکاح کی بدولت اپنے گھر یعنی بن مصطلق کے سو آدمی آزاد کرادیئے مجھے کسی دوسری عورت کا علم نہیں جو اپنی قوم کے لئے اتنی زیادہ برکتوں کا باعث بنی ہو۔[27]

مذکورہ بالا دونوں روایتوں سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ اگر قیدیوں میں دشمن کے معزز اور مراتب والے افراد شامل ہوں تو ان کے مراتب کے لحاظ سے ان کے ساتھ اچھا سلوک کی جائے گا اور عام قیدیوں اور ان میں فرق ملحوظ رکھا جائے گا۔

6۔ آسانی پہنچانا:

اسلام نے اسیران کیلئے سلوک کی بنیاد رکھی ہے اس کا لازمی تقاضا ہے کہ جہاں ان سے انسانی سلوک روا رکھا جائے اور انہیں بنیادی ضروریات فراہم کی جائیں وہاں ان سے تکالیف دور کی جائیں اسلام اس بارے ہماری راہنمائی اس طرح کرتا ہے کہ غزوہ بدر کے موقع پر حضرت عباس رضی اللہ عنہ (اس وقت مسلمان نہ ہوئے تھے) کی تکلیف کی بدولت آپ ﷺ سوئے نہیں اور برابر بے چین رہے یہاں تک کہ حضرت عباس کی تکلیف دور کر دی گئی۔ آپ ﷺ محض اپنے چچا کی تکلیف کے ختم ہونے پر ہی نہیں جاگے بلکہ آپ ﷺ کو جب علم ہوا کہ حضرت عباس کی رسیاں ڈھیلی کر دی گئی ہیں تو آپ ﷺ نے تمام قیدیوں سے اس طرح کے حسن سلوک کا حکم صادر فرمایا کیونکہ آپ ﷺ کی نظر میں تکلیف سے بچاؤ کا حق تمام قیدیوں کو برابر حاصل تھا۔[28]

اس بارے ڈاکٹر حمید اللہ لکھتے ہیں کہ:

> If they are in any trouble or discomfiture, this is to be done away with as for as possible, for which also there is authority of the practice of the prophet .[29]

7۔ رہائی پر بحفاظت واپسی:

قیدی جس طرح دوران قید حسن سلوک اور شفقت کے مستحق ہوتے ہیں اسی طرح رہائی کے بعد بھی ان کے ساتھ نرمی والا معاملہ کرنا ضروری ہے اسلام میں یہ راہنمائی موجود ہے کہ جب قیدی اپنی قید کی مدت پوری کرلے تو مسلمان حکومت پر یہ لازم ہے کہ وہ اس قیدی کی بحفاظت اپنے وطن واپسی تک کا بندوبست کرے چنانچہ جب عدی بن حاتم کی بہن کو قید کر کے مسجد نبوی کے ایک گوشے میں قید کیا گیا تو انہوں نے اپنی رہائی کی فریاد یہ

کہتے ہوئے کی کہ اے اللہ کے رسول میرا باپ مر چکا ہے، میرا فدیہ دینے والا کوئی نہیں اس لئے آپ مجھ پر احسان کرتے ہوئے رہا کر دیں اللہ آپ پر احسان کرے گا۔ آپ ﷺ نے اس پر انہیں رہا کر دیا وہ اپنی رہائی کے حالات بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے مجھے کہا میں نے تمہیں آزاد کر دیا لیکن جلدی میں مت پڑو کوئی با اعتماد قافلہ جو تمہارے علاقے میں جانے والا ہوا تو تمہیں اس کے ساتھ بھیج دیں گے چنانچہ مذکورہ قافلہ کی روانگی کے وقت آپ ﷺ نے جو احسان ان کے ساتھ فرمایا تھا اس کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتی ہیں کہ :

فکسانی رسول اللہ ﷺ وحملنی وعطانی نفقة۔ (30)

"آپ ﷺ نے مجھے کپڑے دیئے، سواری دی اور زاد راہ بھی مہیا فرمایا"

دشمن کی بیٹی اور مسلمانوں کی قیدی ہونے کے باوجود آپ ﷺ نے جب اس کی فریاد پر رہائی کی تو نہ صرف اسے زاد راہ، سواری اور لباس مہیا کیا بلکہ اس کی اپنے وطن واپس پہنچنے کیلئے ایک با اعتماد قافلے کی روانگی کا انتظار بھی کیا اور وقت آنے پر اسے ان کے ساتھ بھیج دیا۔

خلاصۃ البحث:

مندرجہ بالا تمام بحث کو خلاصۃ ہم یوں بیان کر سکتے ہیں کہ شریعت میں قیدی کیلئے لفظ اسیر بولا جاتا ہے جس کی جمع "أسارى" وغیرہ قرآن مجید میں بھی استعمال کی گئی ہے جہاں اس سے مراد اسلامی سلطنت کے قیدی کے طور پر لی گئی ہے اور اس کے مختلف احکام بیان کیئے گئے ہیں۔ اسلام نے جہاں بقیہ تمام اشیاء کے حقوق و فرائض بیان فرمائے ہیں اسی طرح قیدیوں کے بھی حقوق بیان کیئے ہیں کہ کسی شخص کے اسیر یا قیدی ہونے کی حالت میں ایک مسلمان ریاست کو کون سے فرائض سرانجام دینا ہوں گا اور کون سی احتیاطات کو مد نظر رکھنا ہوگا۔ ریاست کے ذمہ ہے کہ وہ اپنی ذمہ داری سمجھتے ہوئے اس قیدی یا اسیر کو وہ تمام سہولیات مہیا کرے جو اسلام نے بیان کی ہے اور صاحب شریعت اور قانون اسلامی نے اپنی زندگی میں ان کر عمل کر کے دکھایا ہے یعنی جہاں اسلام نرمی کا حکم دے وہاں نرمی اختیار کی جائے اور جہاں پر اپنے قوانین لاگو کرنے کا حکم دے وہاں پر بلا جھجک اور کسی پریشانی کے اپنے قوانین کا بھی پرچار کرے۔ قیدی یا اسیر کیلئے بنیادی سہولیات کے ساتھ ساتھ اس کے جرم کے مطابق اس کیئے عدل وانصاف کا بندوبست کرے اور سزا و جزا کی مدت مکمل ہونے یا بے گناہی کی صورت میں رہا پر اس کے وطن واپسی کے مکمل انتظامات کرے مزید یہ کہ سفری اخراجات اور زاد راہ وغیرہ کی صورت میں اس کی حوصلہ افزائی بھی کرے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

حوالہ جات وحواشی

1۔ الانعام:119:8۔

2۔ ابن منظور، محمد بن مکرم، **لسان العرب**، دار صادر بیروت، لبنان، س۔ن، مادہ "ا۔س۔ر"، 19/4۔

3۔ ابن فارس، ابوالحسین احمد بن فارس بن زکریا، **معجم مقاییس اللغۃ**، دار الجیل، بیروت، س۔ن: 107/1۔

4۔ الدھر:8:76۔

5۔ بلیاوی، عبدالحفیظ، **مصباح اللغات**، خزینہ علم وادب، لاہور، ص:33۔

6۔ الانفال:67:8۔

7۔ الانفال:70:8۔

8۔ ابن تیمیہ، تقی الدین احمد بن عبدالحلیم، **السیاسۃ الشرعیۃ فی اصلاح الراعی والرعیۃ**، دار الکتب العربیۃ، بیروت 1966ء۔

9۔ ابو محمد، عزالدین، عبدالعزیز بن عبدالسلام، **قواعد الاحکام فی مصالح الانام**، دار المعارف، بیروت، س۔ن: 39/2،

10۔ مجمع الانھر فی شرح ملتقی الابحر:117/2۔118۔
11۔ **بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع**:117/7، تحفۃ الفقہاء:304/3۔
12۔ الدسوقی، محمد بن احمد بن عرفۃ الدسوقی، **حاشیۃ الدسوقی علی الشرح الکبیر**، دار الفکر، بیروت لبنان، س۔ن:117/2۔
13۔ ح **اشیۃ الدسوقی علی الشرح الکبیر**:117/2۔
14۔ ابن قدامۃ، موفق اللدین، ابی عبد اللہ بن احمد بن محمود، **المغنی ویلیہ الشرح الکبیر**، دار الکتب العربی، بیروت، لبنان، 1983ء:400/10۔
15۔ الشیرازی، الشیخ الامام ابی اسحاق ابراہیم، **المہذب فی فقہ الامام الشافعی**، مصطفی الحلبی البابی واولادہ، مصر، س۔ن:231/2-235۔
16۔ النسائی، ابو عبد الرحمان، احمد بن شعیب، **السنن الکبری للبیھقی**، دار المعرفۃ للطباعۃ والنشر، بیروت 1356ء:89/9۔
17۔ **آثار الرحب فی فقہ الاسلامی**، ص:410۔
18۔ الدھر:8:76۔
19۔ ابن ہشام، ابو محمد عبد الملک، **السیرۃ النبویۃ لابن ہشام**، دار الکنوز الادبیۃ، س۔ن:645/1۔
20۔ المقریزی، تقی الدین احمد بن علی، **امتاع الاسماع بما للرسول من الانباء والاموال والحفدۃ والمتاع**، مطبعۃ لجنۃ التالیف والترجمۃ والنشر، القاہرہ، الطبعۃ الثانیۃ، س۔ن: 1/ 248۔
21۔ صحیح بخاری:1205/3۔
22۔ الطبری، محمد بن جریر بن یزید، **تاریخ الطبری**، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، 1969ء:39/2۔
23۔ الشوکانی، محمد بن علی، **نیل الاوطار**، مکتبۃ دار التراث، قاہرہ، 1357ھ:321/7۔
24۔ مسلم بن حجاج، **الجامع الصحیح المسمی صحیح مسلم**، دار الجیل، بیروت و دار الافاق الجدیدہ، بیروت، س۔ن:183/1۔
25۔ بخاری، ابو عبد اللہ **صحیح بخاری**، دار ابن کثیر الیمامہ، بیروت، الطبعۃ الرابعۃ، 1990ء:1096/3-1095۔
26۔ **السیرۃ النبویۃ لابن ہشام**:649/1۔
27۔ **السنن الکبری للبیھقی**:74/9۔
28۔ **محمد رسول اللہ**، ص:190
29۔ The Muslim Conduct of State, P: 215.
30۔ **السیرۃ النبویۃ لابن ہشام**:579/2۔